لینا ہے' کیونکہ یہ ایک خسیس یعنی غیر محترم کاروبار ہے اور اس کی منفعت غیر یقینی ہے) کتے کی خرید وفروخت اور ان تمام اشیاء کی قیمت اور خرید وفروخت حرام ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے) خریدنے کی نیت کے بغیر محض دھوکہ دینے کے لئے سامان تجارت کی قیمت میں اضافہ کرنا' سامان کے عیوب چھپانا' جمعہ کی دوسری اذان کے بعد بھی خرید وفروخت میں لگے رہنا' غیر ملکیتی اشیاء فروخت کرنا' اپنی تحویل میں لانے سے قبل کوئی کھانے کی چیز یا سامان فروخت کرنا (اس کی تفصیلات میں کافی فقہی اختلاف ہے) سونا' سونے سے اور چاندی' چاندی سے کم وبیش اور ادھار فروخت کرنا' یہی حکم کرنسی کا بھی ہے۔ کھانے کی اشیاء (مثلاً جو گندم کھجور اور نمک وغیرہ) کے تبادلے میں اپنی جنس سے کمی وبیشی اور ادھار رکھنا' اور دوسری جنس سے ادھار رکھنا (ان مسائل میں بھی کافی تفصیلات ہیں) کسی کی خرید وفروخت پر خرید وفروخت کرنا' جب تک پہلا اسے نہ چھوڑے پھل فروٹ کا پکنے سے قبل سودا کرنا' کچی فصل (کھڑی فصل) اور غلے میں درخت پر لگے کھجور' پھل' تیار کھجور (پھل) سے تبادلہ کرنا' ماپ تول میں کمی کرنا بازار میں خصوصاً اشیائے خورد ونوش ضرورت کے وقت بھی چھپا رکھنا تاکہ اس کی قیمت بہت بڑھ جانے پر فروخت کرے' باہر سے آنے والے تجارتی قافلے کا شہر سے باہر جا کر معاملہ کرنا' شہری کا دیہاتی کی خاطر سودا کرنا (یعنی اس کے لئے ایجنٹ بننا) آدمی کا اپنی قربانی کے جانور کا چمڑا فروخت کر کے قیمت اپنے استعمال میں لانا' البتہ کھال خود استعمال کر سکتا ہے۔ کھجور جیسی اشیاء میں حصہ دار کی اجازت کے بغیر دوسرے کو فروخت کرنا' قرآن کی تلاوت کر کے اسی مجلس کے لوگوں سے مانگنا (دینی تعلیمات سکھانے پر معاوضہ لینا ثابت ہے) یتیموں کا مال ظلم سے کھانا' جوا کھیلنا' غصب کرنا' رشوت دینا' لینا' چوری کرنا' مال غنیمت سے کوئی چیز قبل از تقسیم اٹھا لینا' لوگوں سے ناحق مال چھین لینا' باطل طریقے سے لوگوں کا مال ہضم کرنا' تلف یا ہلاک کرنے کی غرض سے مال لینا' ادائیگی نہ کرنے کی نیت سے قرضہ لینا' لوگوں سے چیز لے کر کم کر کے دینا' گمشدہ چیز ملنے پر چھپا لینا' سفارش کرنے پر کوئی ھدیہ لینا' یہ تمام امور شریعت مطہرہ میں حرام ہیں۔

..................☆☆☆..................

"استسقاء کے آداب واحکام"

کی چوتھی قسط فنی وجوہات کی بنا پر اس شمارے میں شامل نہ ہو سکی۔ ادارہ قارئین کرام سے معذرت خواہ ہے۔

قسط:1

داڑھی، فطرت اور شریعت کے تناظر میں

ابوجمیل عبدالرحمان
توضیح وتعلیق: عبدالرحیم روزی

اللہ تعالیٰ حکیم ذات ہے' اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ارشاد ربانی ہے **(هوالذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء)** ''اللہ وہی ذات ہے جو رحم مادر میں اپنی مرضی کے مطابق تمہاری شکل وصورت بناتا ہے'' (آل عمران/۷) اور ارشاد ہے **(وصورکم فاحسن صورکم)** ''تمہارا نقشہ بنایا اور اچھی طرح بنایا'' (غافر/٦٤)

خالق کائنات نے ہر مخلوق کی شکل اپنی اپنی مناسبت اور ضرورت کے تحت بنائی ہے۔اشرف المخلوقات انسان کی شکل وصورت اپنے جاہ ومرتبہ کی طرح دوسری تمام زمینی مخلوق سے ممتاز اور منفرد حیثیت کا حامل ہے۔خالق کائنات کا ارشاد ہے **(لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم)** ''یقیناً ہم نے انسان کو ایک بہترین ڈھانچے میں بنایا'' (التین/۴) اس انسان کی دو ہی قسمیں ہیں مرد' عورت۔عورت کی شکل وصورت اپنی ساخت کے مطابق ہے' جو اس کی طبعی ضرورت ہے۔اور مرد کی اپنی ضرورت اور تقاضوں کے مطابق اس کے جسم کی ترتیب اور شکل وصورت ہے۔چنانچہ وہ مضبوط اعصاب والا اور داڑھی ومونچھ سے مزین ہے۔اب جس طرح انسانی ہاتھ' پیر ودیگر اعضاء اپنے حالیہ جگہوں میں عین مناسب اور غیر جگہوں میں نامناسب اور احسن تقویم کے خلاف ہیں' اسی طرح داڑھی رکھنا رجولیت (مردانگی) کے لئے نہایت ہی موزون اور اسے مونڈھنا انتہائی غیر مناسب اور عورتوں کی مشابہت ہے اور فطرت کے بھی اتجاہ معکوس پر ہے۔

اللحیة ''داڑھی'' کی لغوی تعریف ''الشعر النابت علی الخدین والذقن'' دونوں رخسار اور ٹھوڑی پر اگنے والا بال ہے (لسان العرب' مادہ لحیة)

اصطلاحی تعریف ''الشعر النابت علی الخدین من عذار و عارض و الذقن'' وہ بال ہے جو رخسار' کنپٹی اور ٹھوڑی پر اگ آتے ہیں (انسائیکلوپیڈیا فقہ۔طباعت وزارت شئون اسلامیۃ۔سعودیہ عربیہ)

بعض متعلقہ الفاظ کی تشریح:

☆ عذار: داڑھی کے دونوں اطراف (لسان العرب) اس کی تحدید وتعین میں علامہ ابن قدامۃ اور بہوتی فرماتے

ہیں کہ یہ وہ بال ہیں جو کان کے سوراخ کے بالمقابل ابھری ہوئی جگہ پر اگتے ہیں' جس کے اوپر کا حصہ کنپٹی سے اور نیچے کا حصہ رخسار سے مل جاتا ہے (حوالہ سابقہ)

☆ عارض : اصطلاح میں ''رخسار پر اگے ہوئے بال'' کو کہتے ہیں۔ اور یہ عذار کے نیچے سے آ کر ٹھوڑی تک اگتے ہیں (حوالہ سابقہ)

☆ ذقن : دونوں جبڑوں کے نیچے سے ملنے کی جگہ (ایضاً)

ان تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کی لغوی و اصطلاحی تعریف میں نمایاں فرق نہیں۔ لغوی تعریف میں اجمال ہے۔ عرفی یا اصطلاحی تعریف میں شرح و تفصیل ہے۔ دونوں تعریفوں کی روشنی میں معلوم ہوا کہ داڑھی کے حدود کنپٹی اور اس کے مقابل ابھری ہوئی ہڈی سے لے کر ٹھوڑی پر اگے ہوئے بالوں تک ہیں۔ یہی وہ داڑھی ہے جس سے تعرض نہیں کیا جانا چاہیے اور یہی وہ حدود ہیں جن پر اگے ہوئے بالوں کی شریعت میں بڑی اہمیت ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام کی داڑھی تھی:

اللہ تعالیٰ کے انسانی منتخب نمائندوں کو انبیاء کہتے ہیں۔ یہ پاکیزہ ہستیاں' لوگوں کے لئے مشعل راہ ہوا کرتی ہیں۔ لہذا ان کی تمام حرکات و سکنات' افعال سوائے چند مستثنیات کے' نیز جسمانی وضع قطع میں نوع انسانیت کے لیے راہنمائی ہوتی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ ان پیغمبروں کو افضل وضع قطع دے کر بھیجتا ہے تا کہ لوگ ان کی سیرت کے ساتھ جسمانی صورت کو بھی اپنا سکیں۔ یقینی بات ہے کہ تمام انبیاء کرام داڑھی سے آراستہ تھے' جس کا ذکر رسول اکرم ﷺ اپنے کلام مبارک میں کرتے ہیں ان میں بعض کا ذکر خصوصیت کے ساتھ آیا ہے:

☆ **حضرت ابراہیم علیہ السلام** آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندوں میں سے ایک ہیں' رب ذوالجلال نے ہر طرح سے آپ کو آزمایا اور آپ ان تمام امتحانوں سے کندن بن کر نکلے' یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ﴿**انی جعلک للناس اماماً**﴾ (بقرہ/۱۲۴) کی نوید جانفزا سنائی۔ ﴿**واذ ابتلیٰ ابراھیم ربه بکلمات فاتمھن**﴾ '' ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند کلمات کے ذریعے آزمایا تو اس نے وہ پورے کر دیئے (بقرۃ/۱۲۴) اس آیت کی منجملہ تفسیروں میں سے ایک تفسیر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یوں کرتے ہیں :(ابتلاہ

الله بالطهارة خمس فی الرأس وخمس فی الجسد) ''اللہ تعالیٰ نے طہارت (پاکیزگی) کے دس امور کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا' ان میں سے پانچ سر میں ہیں وہ یہ ہیں: مونچھ کترنا' کلی کرنا' ناک میں پانی چڑھانا' مسواک کرنا' سر کے بالوں میں مانگ نکالنا' اور پانچ جسم میں ہیں: ناخنوں کا تراشنا' زیر ناف بال صاف کرنا' ختنہ کرنا' بغل کے بال نوچنا' اور دونوں قسم کے پیشاب کا اثر پانی سے دھونا'' (تفسیر ابن کثیر 228/1۔ وسائل الشیعۃ ۴۲۳/۱)

حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں ''ابراهيم عليه السلام اول من اختتن و اول من ضاف الضيف و اول من قص الشارب و اول من شاب'' ترجمہ آپ پہلی ہستی ہے جس نے ختنہ کیا اور مہمان نوازی کی' ناخن تراشنا' مونچھ کترا اور سفید بال دیکھے' (موطا مالک۔ کتاب صفۃ النبی ﷺ باب سنن الفطرۃ)'' یہ اثر سنداً صحیح ہے اور بیہقی وغیرہ نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے متصل روایت کی ہے (تنقیح الرواۃ۔ کتاب اللباس۔ باب الترجل)

معلوم ہوا کہ یہ امور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اولیات میں سے ہیں۔ اس سے قبل ایسا نہ ہوتا تھا اور انبیائے کرام مونچھ کترایا کرتے تھے۔

☆ ہارون علیہ السلام: آپ بھی گنجان داڑھی رکھتے تھے۔ جب بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی پر طیش میں آ کر موسیٰ علیہ السلام اپنے اس بھائی کی داڑھی پکڑنے لگے' تو فرمایا ﴿**يا ابن ام لا تا خذ بلحيتي ولا براسی**﴾ ''اے میرے بھائی! تو میری داڑھی اور سر کے بال نہ پکڑ (طہ/۹۴) اسراء و معراج کے موقع پر آپ ﷺ نے ہارون علیہ السلام کو دیکھا اور صحابہ کرام سے یوں وصف بیان فرمایا: ''**طويل اللحية تكاد لحيته تمس سرته**'' کہ آپ کی داڑھی لمبی تھی اور ناف سے لگنے کے قریب تھی' (جامع البیان عن تاویل آی القرآن 13/15 زیر آیت ﴿**سبحان الذی اسری بعبده**﴾ (اسراء/۱)

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک بھی لمبی تھی۔ اس بابت بہت سی احادیث وارد ہیں مثلاً

(۱) جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''كان رسول الله ﷺ كثير شعر اللحية'' ''آپ ﷺ کی داڑھی گنجان تھی' (مسلم' کتاب الفضائل باب شیبہ ﷺ)

(۲) عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا' دوران کلام دستور عرب کے مطابق اپنا ہاتھ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک تک لے آئے' تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کی بٹ اس کے ہاتھ پر مار کر کہا "اخر يدك عن لحية رسول الله ﷺ'' اپنا ہاتھ جناب رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے ہٹالو''